جہانِ تازہ

ف۔ر۔ی

غریب عوام ... بے حس حکمران

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے کہ ملک پاکستان قائم ہے اوران شاء اللہ العزیز تا قیامت یہ قائم رہے گا کیونکہ اس کی بنیادوں میں کئی علماء کرام' شیوخ الحدیث' یادِ الٰہی میں مصروف رہنے والے بوڑھے' اللہ کریم سے تعلق قائم رکھنے والے نوجوان' عفت مآب خواتین اسلام اور شیر خوار معصوم بچوں کا خون شامل ہے۔ یقیناً ان لوگوں نے خلوص کے ساتھ عزت' آبرو' مال وجان کی قربانیاں پیش کی تھیں کہ غیر مسلموں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد ہمیں ایسے خطہ زمین پر رہنا چاہیے جہاں ہم عملی طور پر اسلام کی تصویر پیش کر سکیں اور اسلامی نظام کی خیر وبرکات اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو کام بھی انسان خلوص نیت سے کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرماتے ہیں اور اس کے لیے آسانیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں اور جو عمل بھی بد نیتی پر مبنی ہو' اس میں نہ تو برکت ہوتی ہے اور نہ ہی کامیابی۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاکستانی قوم کے لیے یہ المیہ ہی رہا ہے کہ اسے ہمدرد' خیر خواہ' مخلص اور خوفِ خدا رکھنے والی قیادت میسر نہیں آ سکی' بلکہ خود غرض' مفاد پرست اور لٹیرے حکمرانوں سے ہی اس کا واسطہ رہا ہے۔ اپوزیشن جماعتیں بھی اصلاح احوال کی کوشش کرنے کی بجائے اپنے مفادات کی خاطر حکمرانوں کی ملی بھگت کو ہی ترجیح دیتی رہی ہیں اور ہر لحاظ سے نقصان صرف اور صرف وطنِ عزیز کی غریب عوام کا ہوا ہے۔ اپوزیشن ارکان بھی جب دیکھتے ہیں کہ ان کے مفادات پر زد پڑ رہی ہے یا ان کے پیٹ پر لات ماری جا رہی ہے تو واویلا شروع کر دیتے ہیں۔ مذہبی جماعتوں کو تو اسلام خطرے میں نظر آتا ہے اور وہ بڑے زور وشور سے اسلام کے تحفظ کی خاطر سوائے اسمبلیوں کی رکنیت اور مراعات کے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا اعلان کرتی ہیں۔ دوسری سیاسی جماعتوں کو بھی ملکی مفادات کا درد ستانے لگتا ہے۔ لیکن مجال ہے اگر دونوں طرف سے کبھی بھی عوام کی ضروریات کا سوچا گیا ہو یا ان کی مشکلات کا مداوا کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔

بالادست طبقہ خواہ وہ حکمران ہوں یا اپوزیشن' بیوروکریسی ہو یا مقتدر اداروں کے کارپرداز اس طرح ملکی

وسائل کو سمیٹ رہے ہیں اور وطنِ عزیز کی بوٹیاں نوچ رہے ہیں کہ شاید گدھ بھی مُردار سے اس قدر بے دردی کا سلوک نہ کرتے ہوں۔ اپنے اللوں تللوں کے لیے قوم پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈالتے رہتے ہیں۔ جب اس سے جی نہیں بھرتا تو عوام کی عمومی خوراک چینی' آٹا وغیرہ کے نرخ بڑھا دیئے جاتے ہیں۔ جب اس سے بھی تسلی نہیں ہوتی تو وطنِ عزیز کے اثاثوں کو اونے پونے داموں فروخت کر دیا جاتا ہے۔حتیٰ کہ قوم کے افراد کی قیمت وصول کر لی جاتی ہے اور بھیڑ بکریوں کی طرح ان کو کسی کے سپرد کر کے پیسے کھرے کر لیے جاتے ہیں۔ جبکہ قرضوں کا سلسلہ تو باقاعدگی سے جاری رہتا ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی تعطل پیدا نہیں ہونے دیتے۔

اور یہ ساری مراعات اور مفادات صرف اور صرف بالا دست طبقہ اٹھاتا ہے۔ زبردست یا ملازم ومحکوم قسم کے لوگوں کا تو اس طرف جھانکنے کا بھی حق نہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کی تمام تر عیاشیوں کے لیے قوم کے افراد' ادارے کے ملازم اپنا خون پسینہ بہاتے ہیں۔ جن دنوں اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان کی تنخواہیں بڑھانے کا اعلان ہوا' انہی دِنوں میں ایک سول جج کا استعفیٰ آیا تھا کہ میں موجودہ تنخواہ میں گزارہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا میں یہ ملازمت چھوڑ کر کوئی اور کام کر لیتا ہوں جس سے میرا معاشی مسئلہ حل ہو جائے۔ اس استعفیٰ کے دوسرے یا تیسرے دِن اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا گیا اور نچلا طبقہ پھر انہی مشکل حالات کے گرداب میں چھوڑ دیا گیا۔ پتہ نہیں ضرورتیں صرف بڑے مناصب پر موجود افراد کی ہی ہوتی ہیں؟ اور نچلے طبقے کے ملازمین کوئی روبوٹ ہوتے ہیں کہ بس وہ کوہلو کے بیل کی طرح چلتے رہیں اور اپنی سرکار کی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری کو پورا کرتے رہیں۔ تمام ججوں نے اپنی تنخواہوں میں اضافہ قبول کر لیا مگر اس مستعفی ہونے والے جج کی کسی نے خبر گیری کیا کرنی تھی' اس سے ہمدردی کا کوئی کلمہ بھی کسی ''بڑے صاحب'' کو کہنا نصیب نہیں ہوا کہ اس قدر محنتی اور دیانتدار افسر کی تو ضرورت ہے جو عدلیہ کی عزت و وقار کی علامت ہو۔ مگر شاید یہ رسم کسی وبا کی شکل اختیار کر چکی ہے کہ ہم کسی کی محنت اور کام کے مطابق معاوضہ دینے کے لیے تو تیار نہیں ہوتے' البتہ اس کے خلوص یا محنت کا اس طرح سے مذاق اڑایا جاتا ہے کہ ''اگر اسے تنخواہ منظور نہیں تو وہ چھوڑ جائے۔ اسی تنخواہ میں یا اس سے بھی کم میں ہمیں دوسرا ملازم مل جائے گا''۔ پھر اراکین اسمبلی کی تنخواہوں اور مراعات میں اضافہ کیا گیا تو سرکاری و اپوزیشن ارکان نے بلاتفریق مشترکہ طور پر اس بِل کی حمایت کر کے بھاری بھر کم مراعات اور تنخواہوں میں اضافے کو قبول کر لیا مگر حرام ہے ان جاگیردار' صنعت کار' سرمایہ دار اور لاکھوں کروڑوں کی دیہاڑی لگانے والوں نے اپنے ووٹروں یا غریب عوام کے لیے بھی آواز اٹھائی ہو کہ ہمارے ووٹر زغربت کی چکی میں پس رہے ہیں۔ لہٰذا ہم مراعات میں یہ اضافہ قبول نہیں کریں گے کیونکہ ہم تو پہلے ہی اچھی خاصی دولت کے مالک ہیں۔

اور یہ رسم' وبا اور بیماری ایک عام محلے کی دُکان سے لے کر اعلیٰ اداروں تک' جنہیں کچھ لوگ ''حساس'' بھی کہتے ہیں' تک موجود ہے۔ ابھی گذشتہ دِنوں اخبارات میں یہ خبر بڑی نمایاں شائع ہوئی کہ پنجاب حکومت نے صوبائی سیکرٹریوں کو یوٹیلٹی بلز کی مَد میں 30 ہزار ماہانہ فی سیکرٹری ادا کرنے کی منظوری دی ہے کہ جن کی تنخواہیں پہلے ہی لاکھوں میں ہیں۔ انہیں رہائش' گاڑی اور ٹیلی فون کی سہولت تو پہلے سے ہی موجود تھی۔ اب انہیں بجلی' گیس اور پانی کے بل کے لیے 30 ہزار ماہانہ بھی ادا کیے جائیں گے۔ کوئی ان سے پوچھے او بھلے مانسو! کیا یہ غریب ہیں کہ جن کے بجلی' پانی کے بل سرکار ادا کر رہی ہے اور وہ بھی 30 ہزار ماہانہ۔ کیا یہ لوگ اتنی بجلی' گیس اور پانی ضائع کرتے ہیں؟ کیا نچلا طبقہ' چھوٹے ملازمین اور غریب عوام کے یہ اخراجات نہیں۔ ان کے یوٹیلٹی بل ادا کرنے یا کم از کم جائز حد تک کم کرنے کا کسی حکمران نے کبھی کیوں نہیں سوچا۔ حالانکہ بڑے لوگ تو ماہانہ کئی کئی لاکھ کما لیتے ہیں اور ان کی کئی کئی تنخواہیں بن جاتی ہیں۔ کچھ تنخواہ کے نام پر' کچھ رہائش کے لیے' پھر سفری سہولتیں' ٹیلی فون کی مَد میں اور اب یوٹیلٹی بل کے نام پر۔ جبکہ چھوٹے ملازمین کے لیے سادہ اور مختصر سی تنخواہ نہ کوئی الاؤنس نہ سہولت۔ پھر یہ بڑے افسران! ان لوگوں نے تو سرکاری رہائش گاہیں بھی کرائے پر دی ہوئی ہیں اور ہزاروں روپے ماہانہ کرائے کا الگ وصول کر لیتے ہیں۔ کسی کی رہائش گاہ نرسری کے لیے استعمال ہو رہی ہے تو کوئی دوسرے مقاصد کے لیے۔

گذشتہ دنوں ہی چیف جسٹس آف پاکستان نے وزیراعظم کی طرف سے وفاقی سیکرٹریوں کو پلاٹ تقسیم کرنے کا نوٹس لیتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ کوئی ریوڑیاں نہیں ہیں' جنہیں وزیراعظم بانٹتا پھرتا ہے۔ یہ پاکستان کی ملکیت ہیں اور یہ حقداروں کو ہی ملنے چاہئیں۔ شاید مقتدر طبقے نے قوم کی امانتوں کو ریوڑیاں ہی سمجھ رکھا ہے اور پھر آج کل وزیراعظم ہاؤس اور ایوان صدر کے درمیان ایک فائل گردش کر رہی ہے' جس میں سابق وزرائے اعظم کے لیے مراعات میں اضافہ کا بل تشریف فرما ہے۔ امید رکھنی چاہیے کہ وہ بل منظور ہو چکا ہو گا یا وزیراعظم کے سابق ہونے تک ہو جائے گا۔ اس طرح کے بیسیوں کیس میڈیا میں زیر بحث ہیں۔ اندرونی کہانیوں کی خبر اللہ جانے۔

حکمرانو! اللہ سے ڈرو۔ انصاف کا دامن تھامو۔ اعلیٰ مناصب پر فائز لوگ تو پہلے ہی کسی قسم کی مالی پریشانی کا شکار نہیں' ان غریب عوام' چھوٹے ملازمین اور نچلے طبقے کے لوگوں کی فکر کرو جو موجودہ تنخواہوں میں دال روٹی کے بندوبست سے بھی عاجز ہیں۔ ورنہ قیامت کے دن ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ زیردست ملازموں سے سلوک بھی زیر بحث آئے گا۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆